مقامِ نبوت

سید ریاض حسین شاہ

مقامِ نبوت

سید ریاض حسین شاہ

مقامِ نبوت

خطبات

(8)

سید ریاض حسین شاہ

ادارہ تعلیمات اسلامیہ خیابان سرسید سیکٹر تھری، راولپنڈی پاکستان
0322-4301986
042-35803858

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کائنات رنگ و بو میں مادی دنیا کے احوال ہوں یا نفسیاتی دنیا کے مسائل، روحانی دنیا کی حیرتیں ہوں یا تشریعی دنیا کی دعوات، تکوینی دنیا کے انقلابات ہوں یا تسخیری دنیا کی مہمات ہوں، نیرنگیٔ عقل و شعور کے باوجود اولاد آدمی بذات خود کوئی دریچۂ ہدایت کھولنے پر قادر نہیں۔ یہ ضرورت ہمیشہ کسی روحانی قائد کے لیے تڑپتی رہتی ہے۔ ایسا قائد جس کا شخصی، روحانی اور عمرانی مقام مادی مخلوق سے بلند ہو۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی اسی فطری خواہش کی تکمیل کے لیے انبیائے کرام کو مبعوث فرمایا ہے بلکہ ان کے ساتھ ایک ایسا نظام بھی دیا ہے جس کے ذریعے وہ باوقار زندگی بسر فرمائیں۔ اس فطری ہدایت کو قرآن حکیم نے ''نور'' سے تعبیر فرمایا۔ ارشاد باری ہے:

قَدْ جَآءَ كُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾ (المائدہ:15)

''بے شک اللہ کی طرف سے تمہارے پاس ایک نور اور روشن کتاب آئی''۔

اللہ تعالیٰ جس نے مادی کائنات میں ظلمتوں سے نجات کے لیے آفتاب و ماہتاب کی روشنیاں ارزاں کیں کیسے ہوسکتا تھا کہ وہ اپنے بندوں کو روحانی منزل کے اُجالے نصیب نہ کرتا۔ مزے کی بات یہ ہے کہ اس کریم نے نور کو کتاب سے پہلے ذکر کیا اس لیے کہ کتاب کے بغیر نور رہ سکتا ہے لیکن نور کے بغیر کتاب نہیں پڑھی جاسکتی۔ یہ حقیقت سمجھنے کے لائق ہے کہ انسانی ہدایت کے لیے کتابیں اور صحیفے محدود تعداد میں آئے ہیں لیکن انبیاء سوا لاکھ کی تعداد میں تشریف فرما ہوئے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ کتاب میں تجدید و تازگی کبھی ضروری ہوتی ہے اور کبھی نہیں ہوتی لیکن رشد و ہدایت کا معلم اور اُستاد ہر زمانے میں ضروری ہوتا ہے اور اللہ نے انسانی قافلوں کی یہ ضرورت ہر دور میں پوری فرمائی ہے، فرق صرف یہ تھا پہلے ہر

تعلیم اور ہر سبق اتمام، اکمال اور تکمیل کی منزلیں طے کر رہا تھا لیکن جب وہ آئے جن کے آنے کے بعد پھر چراغوں میں روشنی نہ رہی وہ آفتابِ نبوت بن کر طلوع ہوئے اور علم و تربیت کے مکمل ہونے کا اعلان فرما دیا:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا

(المائدہ:03)

”آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے اور تم پر اپنی نعمتیں تمام کر دیں اور تمہارے لیے اسلام کو بحیثیت دین پسند کر لیا“۔

نبوت کیا ہے؟

مسامرہ، شرح مواقف، المفردات اور تاج نے لکھا:

(1) ”نبأ“ غیب کی خبریں دینے والے (المخبر)

(2) اونچی جگہ اور مقام پر جلوہ فگن (المرتفع)

(3) واضح، صاف اور مستقیم راستے پر چلنے والے

(4) الظاہر (الظاہر)

(5) السامع الصوت الخفی باریک اور خفیف آواز سننے والے

(6) ہجرت کرنے والے (الخارج)

(7) وہ ہستی جنہیں ہجرت پر مجبور کر دیا جائے (المخرَج)

(8) معجزات اور دلائل کے ساتھ اللہ کی طرف بلانے والے صاحب منصب (نبی)

نبوت جہاں بھی ہو قاسمِ ہدایت ہوتی ہے۔ وہ مقام رفیع کی علمبردار ہی نہیں ہوتی رفعت نواز بھی ہوتی ہے۔ نبوت کو نہ تولا جا سکتا ہے اور نہ ماپا جا سکتا ہے اور نہ ہی اس کی فضیلتوں کو پابند کلمات اور محصور لہجات کیا جا سکتا ہے۔ نالۂ آدم ہو یا گریۂ یعقوب، بزِ یوسفی ہو یا تاجِ مصر، زنانِ مصر کی محفل ہو یا قفل بردار باب مصر ہو، آتشکدہ نمرود ہو یا جلوہ طور، سفر ابراہیم ہو یا عیسوی دعوت

کی گونج، سپاس گزاری اسماعیل ہو یا بازارِ طائف، نبوت کے اپنے اپنے رنگ ہیں،
صورتیں ہیں، ولولے ہیں، ارادتیں ہیں، دعوتیں ہیں، عزیمتیں ہیں اور احکام ہیں۔

لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ (البقرہ:136)

''ہم تو فرق نہیں ڈالتے اُن میں سے کسی ایک میں بھی''۔

مقام ومرتبہ میں تفریق تو نہ کی جاسکتی ہے اور نہ کرنی چاہیے لیکن فضیلتیں اپنی اپ
سے انکار کرنا اور ابا کرنا درست ہے اور نہ صحیح ہے۔ قرآن حکیم کا ارشاد ہے:

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ (البقرہ:253)

''یہ سارے رسول ہیں فضیلت دی ہے ہم نے ان میں سے بعض کو بعض پر''۔

ہر نبی پابند ہوتے ہیں کہ وہ آنے والے کا اعلان کریں ان کی تعریف کریں ا
کریں تاکہ ہدایت کی پہچان میں کوئی غلطی نہ کھائے۔ قافلۂ نبوت میں سب پابند تھ
آنے والے خاتم النبیین کا اعلان کریں ان کا مقام ومرتبہ بتائیں ان کے لیے دعا کر
نعتیں پڑھیں اور ان کی نعتیں سنیں یہی تو وہ اظہارات تھے جن کے بارے قرآن حکیم

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝ (الم نشرح:02)

''اور ہم نے آپ کے لیے آپ کے ذکر کو بلندی بخشی''۔

دائرہ کا جو مرکز ہو اس کا تعلق امکان کے حد تک دائرے جتنے وسیع ہوتے
دائرے کے ساتھ ہوتا ہے بلاشبہ زمین سے آسمان تک، فرش سے عرش تک، ملک سے
جواہر سے عناصر تک، اجسام سے ارواح تک، عالم خلق سے عالم امر تک، تکوین سے تش
تحت سے فوق تک، فوق سے تحت تک، جہاں تہاں، ادھر اُدھر، مکیں مکاں، چنیں چناں
زماں ہر ایک کا مرکز ہر ایک کا محور اور ہر ایک کی اصل ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت
کے فیض نبوت کو قرآن سے بڑھ کر اور کون بیان کرسکتا ہے۔ ارشاد ہوا:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ (الانبیا:107)

''اور ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر''۔

علامہ آلوسی نے روح المعانی میں نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ اصل ہیں اور تمام عوالم اس کی فرع ہیں۔ علامہ کاظمی صحیح فرمایا کرتے تھے کہ درخت کی جڑ نہ ہو تو شاخوں کا تصور کیسے کیا جا سکتا ہے۔ جڑوں سے تنوں، پتوں اور ثمرات میں زندگی کی لہر اٹھتی ہے۔ حضور ﷺ کی نبوت کا فیضان اگلوں اور پچھلوں سب میں پایا جاتا ہے۔ حضور ﷺ نہ ہوں تو کائنات کے باقی رہنے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

یقین جانیے کہ تمام انبیائے کرام کو نبوت حضور ﷺ کی نبوت پر ایمان لانے کی وجہ سے ملی۔

امام قسطلانی مواہب میں خامہ فرسائی فرماتے ہیں:

''جب اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی ﷺ کا نور پیدا فرمایا تو اسے حکم دیا کہ انبیاء کی طرف متوجہ ہو بس اس نے اللہ کی دی طاقت سے ان تمام کو ڈھانپ لیا۔ سب نے عرض کی پروردگار ہمارے! یہ نور کس کا ہے؟ جس نے ہمیں ڈھانپ لیا ہے اللہ نے فرمایا یہ ''نورِ محمدی'' ہے اگر تم سب ان پر ایمان لاؤ گے تو میں تم سب کو منصب نبوت پر فائز کردوں گا۔ وہ سب پکار اُٹھے ہم سب ان پر اور ان کی نبوت پر ایمان لے آئے''۔

قرآن مجید کی یہ آیت اس بات کی تصدیق کرتی ہے:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ

(اٰلِ عمران:81)

''اور یاد کرو جب اللہ نے تمام نبیوں سے پختہ وعدہ لیا کہ جب میں تمہیں کسی کے ذریعے کتاب و حکمت سے کچھ عنایت کروں پھر تشریف لائے تمہارے پاس عظیم رسول تصدیق کرنے والے''۔

یہاں حضور ﷺ کو مصدق کہا جا رہا ہے اور یاد رہے کہ مصدق وہی ہوتا ہے جس کا

مرتبہ سب سے بالا اور اعلیٰ ہو اور وہ سب انبیاء کی نبوت کا تصدیق کرنے کے لحاظ سے خاتم النبیین ہو ان کے بعد کوئی اور نہ ہو۔ سب صفیں باندھ کر اس کے پیچھے کھڑے ہوں اور وہ سب کا امام ہو۔ یہی وہ حقیقت ہے جس کی طرف قرآن حکیم نے صریح اشارہ کیا اور فرمایا:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ

(الاحزاب:40)

''محمد تمہارے مردوں میں سے کسی ایک کے بھی باپ نہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور سب کے سب نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں''۔

علامہ جیلی نے یہ صحیح لکھا ہے:

ان الانسان الکامل ھو القطب الذی تدور علیہ الافلاک الوجود من اولہ الی آخرہ

''بے شک انسان کامل ایک ایسا محور ہے جس پر اول تا آخر افلاک وجود گردش کرتے ہیں اور اس کی اصل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں''۔

علامہ پھر بحرِ عشق میں غوطہ زن ہو جاتے ہیں اور فرماتے ہیں:

آپ جامع البیان ہیں

فصیح اللسان ہیں

آپ کا وجود مظہر اکمل واتم ہے

اسرار کے معدن، مباہات کی زینت

تصوف کے تاجدار، عقدِ نبوت کا واسطہ

فتوت وسخاوت کا بحرِ ناپیدا کنار

رحمت وبرکت اور جمال وجلال کے جامع آپ ہی ہیں

کمال کی اکملیت

جمال کی اجملیت

وصف کی اوصافیت

عنایت کا مواد و مرکز

صدفِ وجود کے درِّ یکتا

مخزن عطا کی نازش

فضیلت کی افضلیت

اور مملکتِ موجودات کے فرماں روا آپ ہی ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے زماں اور مکاں ہر اعتبار سے اپنی نبوت کا اظہار اپنی زبانِ قدس سے فرمایا:

''میں آخری نبی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں''۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

''میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم روح اور کیچڑ کے درمیان تھے''۔

''میں ہی ہوں جس کے لیے ساری زمین کو پاکیزہ اور پاکیزگی کا ذریعہ بنا دیا گیا ہے۔غنائم میرے لیے حلال کر دیے گئے ہیں''۔

نبوت کا عظیم کام بلا شبہ منفرد، ممتاز، متعلق بہ وحی، انتہائی اچھوتا، تقدیر بدل اور ہدایت نواز ہے لیکن اس کی معراج تک پہنچنے کی انسانیت منتظر رہی اس کا اندازہ دعائے خلیل، وصیت کلیم اور نویدِ مسیح سے ہوتا ہے یقیناً ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت اللہ کا احسانِ عظیم ہے اور اس طرف اشارہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا (آل عمران:164)

''بے شک اللہ نے مومنوں پر احسان فرمایا کہ بڑی شان کے ساتھ اٹھایا ان ہی میں سے ایک رسول''۔

نبوت کے معاملے میں قرآن حکیم نے اہل ایمان کو صاف حکم دیا ہے کہ وہ اپنے احساس

ایمان کو ایمانِ محبت اور ایمان جذبات کی طرف لائیں۔

ارشاد باری ہے:

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ (احزاب:06)

''نبی معظم مومنوں سے ان کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہے''۔

قرآن حکیم کے اس جملہ میں تینوں حقیقتیں مضمر کر دی گئی ہیں۔

اصحاب ایمان اپنی جانوں سے بھی زیادہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لائق محبت سمجھتے ہیں یا یہ کہ مومنین جانوں کو خود سے اتنا قریب نہیں سمجھتے جتنا رسول معظم کو خود سے قریب جانتے ہیں اور یا پھر یہ کہ اصحاب ایمان اپنے نبی کو جانوں سے بھی زیادہ اپنا مالک گردانتے ہیں۔

اہل تحقیق اس بات پر متفق ہیں کہ آج دنیا کو اپنی خوئے دلبری اور محبت سے مسخر کیا جا سکتا ہے اگر یہ سچ ہے اور یقیناً یہ بات صدق کی روشنیوں میں نہائی ہوئی ہے کہ قافلۂ انسانیت کو تلاش کرنی چاہیے کوئی ایسی قیادت جس کا وجود رحمت و محبت سے لبریز ہو اگر کوئی کان بہرا ہے اور وہ قرآن کے اعلان کو سن نہیں پا رہا۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (الانبیاء:107)

''اور ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر''۔

تو اسے عہد نامۂ عتیق استثنا 3.33 کی بات ہی سن لینی چاہیے:

''اور وہ بے شک قوموں سے محبت رکھتا ہے''۔

تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بری
حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے
لیکن رضاؔ نے ختم سخن اس پر کر دیا
خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے